تفسیر سورۃ الکوثر

از:

محمد ابو ہریرہ

یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی

لاہور، پاکستان

Scanned with CamScanner

پیش لفظ :-

محب کی گفتگو کا محور ہمیشہ اس کا "محبوب" ہوتا ہے۔ وہ اس حالت میں ہوتا ہے کہ ہر بات میں اس کا قبلہ اس کا محبوب ہوتا ہے۔ وہ کبھی اپنے محبوب کی زلف کی بات کرتا ہے تو کبھی اس کی ادا، کبھی اس کے رخسار تو کبھی اس کے چلنے پھرنے اٹھنے بیٹھنے یہاں تک کہ اس کی پسند ناپسند کی بات کرتا ہے۔ غرض کہ کوئی بھی شخص صرف اس کے پاس بیٹھنے سے ہی اندازہ کر لیتا ہے کہ اس کا محبوب کون ہے۔

رب تعالیٰ ہر قسم کی حالتِ تغیر سے بالاتر اور پاک ہے۔ وہ تو ان چیزوں سے عظیم ہے۔ میں تو قیاس بھی نہیں کر سکتا کہ وہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے کس طرح اور کیسے محبت فرماتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بیٹھے ہوئے آپ کا انتظار کر رہے تھے۔ ان میں سے کسی نے کہا:

کتنے تعجب کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو خلیل بنانا تھا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور دوسرے نے کہا: اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ اللہ نے کسی کو اپنا کلیم بنانا تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا کلیم بنایا۔ ایک اور نے کہا: پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں اور دوسرے نے کہا:

حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ نے فضیلت عطا فرمائی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور ان کو سلام فرمایا اور آپ نے ارشاد فرمایا:

میں نے تمہاری باتیں سنیں اور تمہارا تعجب سنا:

بے شک ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں۔ اور بے شک موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنے والے ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں۔

اور عیسیٰ اللہ کی پسندیدہ روح ہیں اور اس کا کلمہ ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور آدم اللہ کے برگزیدہ ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں۔

وانا حبیب اللہ ولا فخر

اور میں اللہ کا محبوب ہوں اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔

(جامع ترمذی ۳۶۱۶ بحوالہ تبیان القرآن)

بیشک اللہ کا حضورؐ سے محبت فرمانا تمام محبتوں سے اعلیٰ ہے۔ اور اس کی محبت کا اظہار بھی تمام اظہار کی چیزوں اور اندازوں سے اعلیٰ ہے۔

میں نے جب بھی قرآن مجید کو پڑھا۔ ایسی ہی چیزوں اور محبت کے انداز کو بار بار دیکھا۔ میں نے سوچا کہ کیوں نہ اس پر تحقیق و تفسیر لکھی جائے۔ مگر میرا علم اور قرآن کے الفاظ۔ میرا درجہ اور قرآن کی تفسیر۔ میری حقارت اور عظمت و تفسیر قرآن۔ واللہ میں نہ تو ایسا کر سکتا

ہوں اور نہ ہی کر سکوں گا۔ لیکن میں نے اپنی عقل اور علم، بلکہ
خود پر اپنے رب کے فضل کی وجہ سے ایک جامع مگر مختصر
سورت "الکوثر" پر تحقیق کی کوشش کی سعی کی۔
اس کوشش کے لیے میں نے بہت سی کتابیں، جن میں
سے کچھ پڑھ رکھی تھیں اور کچھ پڑھ رہا تھا، کو اپنے سامنے رکھا۔
میں نے ترجیحی طور پر اپنی چند پسندیدہ تفاسیر، جو معتبر
اور اعلیٰ سمجھی جاتی ہیں اور جن کے مصنفین کو اپنے
اپنا امام تسلیم کرتا ہوں، کو استعمال کیا۔ جن میں

(۱) تفسیر کبیر از امام فخر الدین الرازی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۰۶ھ
(۲) تفسیر روح البیان از علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۱۳۷ھ
(۳) تفسیر ابن کثیر از امام عماد الدین ابن کثیر
(۴) التبیان القرآن
(۵) التبیان الفرقان از علامہ غلام رسول سعیدی مد ظلہ رحمۃ اللہ

شامل ہیں۔

Scanned with CamScanner

اس تفسیر کو لکھنا، دراصل اپنے ہم عصروں اور خصوصاً
اپنے ہم عمروں کو، قرآن میں تحقیق کی دعوت دینا اور
ان تک فضائل مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم و خصائص مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم
پہنچانے کی ایک چھوٹی سی سعی کرنا ہے۔

میں تصوف کا داعی اور محب ہوں اور تحقیق کا بھی۔
لیکن میں نے اس تفسیر کو ہر حال علمی اور تحقیقی ہی
رکھا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ تحقیق کریں کہ
قرآن کا کہا، ایک ایک لفظ حق ہے۔ آپ اس
تفسیر کو ہی لے لیں اور سوچیں کہ کیا۔ الکوثر میں
شامل ہر شے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا نہیں فرما دی گئی؟
کیا آپ ﷺ نے نماز و قربانی کا حکم پورا نہیں فرمایا؟
کیا ارض عرب میں ہر جگہ سے زیادہ نماز اور قربانی نہیں
ہوتی؟ کیا آپ ﷺ کے دشمن ابتر نہیں؟ میں دعوت دیتا
ہوں کہ تحقیق کریں تاکہ دنیا اور آخرت میں فلاح پائیں۔

محمد ابوہریرہ
سوہاوہ بولانی، منڈی بہاؤالدین۔

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ﴿١﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿٢﴾
إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ﴿٣﴾

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

(اے محبوب) بیشک ہم نے تمہیں بے شمار عطا فرمایا (۱) تو تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو (۲)۔ بیشک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے (۳)۔

تعارف:۔

نام: الکوثر۔

وجہ تسمیہ:۔ اس سورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرمایا گیا۔

إنا أعطینک الکوثر

ترجمہ:۔ (اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) بیشک ہم نے آپ کو

خیر کثیر عطا فرمائی ہے۔

اس سورت میں "۳" آیات اور "۱" رکوع ہے۔
یہ سورت مکی ہے۔ ترتیبِ نزول کے اعتبار سے
اس سورت کا نمبر "۱۵" اور ترتیبِ مصحف کے
اعتبار سے "۱۰۸" ہے۔

تفسیر اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ:

فیض الرحمان ترجمہ روح البیان میں مصنفِ کتبِ کثیرہ، فیضِ ملت، شیخ الحدیث والتفسیر الوصالح محمد فیض احمد صاحب اویسی القادری رحمۃ اللہ لکھتے ہیں:

اِنَّآ (اے محبوب بے شک ہم نے)

اَعْطَیْنٰکَ (آپ کو عطا فرمادئیں)

س: "اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ" بصیغہ ماضی کیوں، حالانکہ اخروی عطا اور بہت سی دنیوی عطائیں آپ کو ابھی حاصل نہ ہوئی تھیں؟

Scanned with CamScanner

جواب:۔ وقوع کے تحقق پر (اگر یا وہ عطا ہو چکیں۔)

امام الائمہ، فخر المفسرین، دلیل المفسرین، شارح عقائد صحیحہ رہنمائے متلاشیان حق
"امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۰۶ھ"
تفسیر کبیر میں "إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

(بحوالہ بقیہ آخری حصہ)

یہ سورۃ پہلی تمام سورتوں کا تتمہ اور مابعد سورتوں کے لیے اصل کا درجہ رکھتی ہے۔ ماقبل سورتوں کے لیے تتمہ یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الضحیٰ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تفصیلی احوال اور آپ کی مدح بیان فرمائی ہے۔ سورت کے شروع میں ایسی تین اشیاء کا ذکر کیا ہے۔ جن کا تعلق آپ کی نبوت سے ہے:
پہلی آیت ہے:

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ (والضحیٰ ۳)

اور تمہارے رب نے تمہیں نہ چھوڑا اور نہ ناراض ہوا۔

دوسری آیت ہے:-

وَلَلْآخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی (والضحیٰ ۴)
اور بے شک پچھلی تمہارے لیے پہلی سے بہتر ہے۔

تیسری آیت ہے:-

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی
اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم
راضی ہو جاؤ گے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الم نشرح کی ابتداء میں آپ
کو عطا فرمودہ تین مقامات کا ذکر فرمایا ہے۔

(۱) الم نشرح لک صدرک۔
(اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم!) کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا

(2) ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک۔

اور (ہم نے) تم پر سے تمہارا بوجھ اتار لیا۔ جس نے تمہاری پیٹھ توڑ دی تھی۔

(3) ورفعنا لک ذکرک۔

اور ہم نے (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند فرما دیا۔

پھر اللہ تعالی نے سورۃ التین میں تین مقاماتِ عالیہ کا ذکر فرمایا۔

(1) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر کی قسم یاد کرتے ہوئے کہا۔

وَھٰذا البلد الامین

(2) آپ کی امت کے لیے جہنم کی آزادی کی اطلاع دیتے ہوئے فرمایا۔

الا ذین آمنوا۔

Scanned with CamScanner

(3) اس امت کو حاصل ہونے والے ثواب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

فلھم اجر غیر ممنون۔

ان کے لیے بے حد ثواب ہے۔

(:- میں کہتا ہوں کہ ان آیات میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رب تعالیٰ کی طرف سے عطا کی جانے مختلف نعمتوں کا اور خیر کثیر کا ذکر فرمایا ہے۔ اور یہ انا اعطینٰک کی بہترین تفسیر ہے۔)

تفسیر الکوثر :-

"الکوثر" کی تفسیر مختلف مفسرین نے مختلف فرمائی ہے۔ لیکن اکثر مفسرین نے اس کی تفسیر "خیر کثیر" کے معنی میں کی ہے۔ لیکن میں یہاں دونوں تفاسیر کو بیان کروں گا۔

★★ پہلی تفسیر:-

"الکوثر" کی پہلی تفسیر "حوضِ کوثر" اور "نہرِ کوثر" کے معنی سے ہے۔

جیسا کہ

مفسرِ قرآن حضرت امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ تفسیر ابن کثیر میں فرماتے ہیں:

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہلکی سی اونگھ طاری ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے اپنا عصا اٹھایا۔

انہوں نے پوچھا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟"

جواباً ارشاد فرمایا:

"ابھی ابھی مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے۔

پھر بسم اللہ پڑھ کر سورت تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا:

کیا تم جانتے ہو کوثر کیا ہے؟ صحابہ نے فرمایا:

Scanned with CamScanner

واللہ و رسولہ اعلم - فرمایا:
"یہ جنت میں ایک نہر ہے جو میرے رب نے مجھے عطا فرمائی ہے - یہ نہر بہت وسیع ہے - میری امت اس نہر پر وارد ہوگی - اس کے جام ستاروں کے برابر ہیں - ان میں سے ایک شخص کو پیچھے ہٹا دیا جائے گا - میں عرض کروں گا:-
یارب! یہ میرا امتی ہے - کہا جائے گا تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے بعد اس نے کیسی کیسی بدعتیں ایجاد کی تھیں -

(مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 102)

روح البیان میں سراج العلماء، زبدۃ الفضلاء حضرت علامہ شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-
الکوثر (سے مراد ہے) بے شمار عطا ہوئیں - حد سے زائد خیر و بھلائی یعنی ان گنت علم و عمل

اور دارین کی شرافت۔
الکوثر بمعنی ہر شئے سے کثیر۔
(فرماتے ہیں مفردات میں ہے کہ) کبھی کسی سخی کو کوثر کہا جاتا ہے۔
مزید فرماتے ہیں:۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورت مبارک پڑھ کر فرمایا۔

"جانتے ہو کوثر کیا ہے؟ فرمایا وہ جنت میں ایک نہر ہے۔ اللہ نے مجھے اس میں ان گنت خیر و بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے۔ وہ شہد سے زیادہ میٹھی اور دودھ سے زیادہ سفید اور نرم، اس کے دونوں کنارے زبرجد کے اور اس کے برتن چاندی کے اور وہ آسمان کے ستاروں کی گنتی کے برابر ہیں۔ اس سے جو پئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ سب سے پہلے اس میں وارد ہونے والے فقراء مہاجرین ہوں گے۔ جن کے کپڑے میلے کچیلے اور اجڑے

ہوئے اور بکھرے بالوں والے، جن کے ساتھ دولتمند عورتیں نکاح کرنے کو گوارا نہیں کرتی تھیں۔ ان پر بند دروازے نہ کھولے جاتے تھے اور ان کا ایک جب مر جاتا تو ضرورت کی فکر ان کے سینے میں کھٹکتی رہی حالانکہ ان کی شان یہ تھی کہ اگر وہ اللہ کو قسم دے کر کسی کام کے لیے کہیں تو اللہ ان کی قسم پوری کرے (یعنی کام کر دے گا)۔

(روح البیان ج ۱۰ ص ۵۲۴)

(میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں فقراء کی حقیقت، ان کا مقام، ان کی پہچان اور ان کی شان بیان فرمائی گئی ہے۔

سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف لطیف "عقل بیدار" میں فقیر کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"کامل فقیر وہی ہے جو ایک دم ایک گھڑی

بلکہ آنکھ جھپکنے کے لیے بھی مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہوتا۔ جس کسی کو دائمی حضوری مجلس حاصل نہ ہو وہ شخص فقیر نہیں ہے اس کو درویش کہتے ہیں"۔

اسی طرح اپنی تصنیف "عین الفقر" میں فرماتے ہیں۔

"جو شخص فقیر ہے وہ عالم بھی ہے۔ جو عالم ہے ولی ولی اللہ ہے۔ جو ولی اللہ ہے وہ خدا سے پیوستہ ہے۔ علماء طالب علم اور فقراء طالب مولی ہوتے ہیں۔ عالم کی نظر حروف سطر و ورق پر ہوتی ہے اور صاحب معرفت فقیر کی نظر معرفت و حضوری پر۔ علماء کہتے ہیں مسائل فقہ یاد کرو۔ فقیر کہتا ہے۔ اللہ کا ذکر کثرت سے کرو۔

قولہٗ تعالیٰ

"اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا۔"

محمد ابوہریرہ

حضرت عطاء نے فرمایا کہ کوثر کو اس لیے کوثر کہتے ہیں کہ اس میں وارد ہونے والے ان گنت ہیں۔

حدیث شریف میں ہے۔

"میرا حوض صنعاء (یمن) سے لے کر ایلہ (بیت المقدس) تک (کی مسافت میں) پھیلا ہوا ہے۔"

(میں کہتا ہوں کہ یہ پھیلاؤ بھی خیر کثیر ہی تو ہے۔)

امام فخر الدین رازی المتوفی ۶۰۶ء تفسیر کبیر میں "الکوثر" کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

(۱) لفظ کوثر فوعل کے وزن پر ہے اور یہ کثرت میں نہایت ہی مبالغہ پر دلالت کرتا ہے۔ کسی بدوی عورت کا بیٹا سفر سے واپس آیا۔ اس سے پوچھا۔ تیرا بیٹا کیسے (کیا لایا؟) لوٹا؟ تو بتایا آب بکوثر

یعنی وہ کثیر اشیاء لے کر لوٹتا ہے۔
اسی طرح کثیر العطاء شخص کو بھی کوثر کہا جاتا ہے۔
غبار جب کثیر اور بلند ہو تو اسے بھی لغت میں کوثر کہا جاتا ہے۔

مفسرین کے ہاں مفہوم:

(۱) اس سے مراد جنت کی نہر ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"میں نے جنت میں ایک نہر دیکھی۔ جس کے کناروں پر خوبصورت جواہرات سے بنے ہوئے قبے تھے۔ میں نے اس نہر کے پانی میں ہاتھ داخل کیا تو وہ کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ میرے استفسار پر بتایا گیا کہ:

"یہ کوثر ہے اللہ نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔"

نہر کو کوثر کہنے کی وجہ:

(۱) اس لیے کہ پانی اور خیر کے اعتبار سے یہ جنتی

نہروں میں پہلے نمبر پر ہے۔

(2) کیونکہ اس سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں جیسا کہ مروی ہے کہ جنت کا کوئی باغ ایسا نہیں جس میں کوثر سے نہر جاری نہ ہوئی ہو۔

(3) اس لیے کہ اس سے پینے والے کثیر ہوں گے۔

(4) اس نہر میں منافع کی کثرت ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب نے ایسی نہر کا وعدہ فرمایا ہے۔ جس میں خیر کثیر ہے۔

☆ دوسری تفسیر

الکوثر کی دوسری تفسیر "خیر کثیر" کے معنی میں ہے۔ اور "ابن عباس رضی اللہ عنہ" سمیت کثیر مفسرین نے الکوثر کی تفسیر خیر کثیر ہی کی ہے۔

(۳) میں کہتا ہوں کہ اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی گئیں دنیا و مافیہا اور آخرت کی تمام نعمتیں بشمول حوضِ کوثر، شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، سجدہ مصطفیٰ، مقام محمود، معجزات، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت، اخلاق، اوصاف، کمالات، لطافت اور شرافت غرض کہ ہر وصف شامل ہے۔

جیسا کہ "فیوض الرحمان" صفحہ ۵۸۷ پر ابو الصالح فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ الکوثر بمعنیٰ الخیر الکثیر۔ آپ سے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ بعض لوگ تو کہتے ہیں وہ جنت کی نہر ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔

"وہ نہر بھی تو خیر کثیر میں سے ہے۔"

(۴) اس سے ثابت ہوا کہ الکوثر سے مراد صرف حوضِ کوثر نہیں بلکہ یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی گئی کثرت

Scanned with CamScanner

میں سے ایک حصہ ہے۔)

تفسیر روح البیان میں ہے:

صاحب تاویلات رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"..... کوثر وہ نہر ہے بوستانِ معرفت میں جو اس سے سیراب ہوتا ہے وہ ہمیشہ جہالت کی پیاس سے بے خوف ہوجاتا ہے اور یہ صرف اور صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے یا آپ کے طفیل آپ کے اولیاء کاملین کو نصیب ہوتا ہے۔"

(ترجمہ روح البیان (فیوض الرحمان) صفحہ ۵۸۸، مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور)

امام فخر الدین رازی الشافعی المتوفی ۶۰۶ ھ اپنے مخصوص، دلپذیر، لطیف، عظیم اور کمال مدلل انداز میں "الکوثر" کی تفسیر خیر کثیر ہونے پر پندرہ قول نقل فرماتے ہیں اور لکھتے ہیں:

(۱) کوثر سے مراد آپ کی اولاد اطہار ہے۔ کہ یہ سورۃ مبارکہ

ان لوگوں کے رد میں نازل ہوئی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عدم اولاد کا طعن کرتے تھے۔ اس کا معنٰی یہ ہوگا کہ اللہ نے آپ کو ایسی نسل عطا فرمائی۔ جو آخری عہد تک باقی رہے گی۔

(۷) کوثر سے مراد علماء امت ہیں۔ اللہ کی قسم! یہ بھی خیر کثیر ہے۔ اس لیے کہ یہ بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے محبت کرتے ہیں۔ آپؐ کے دین کے آثار اور شریعت کے احکام کو پھیلاتے ہیں۔ روایات میں آیا ہے کہ قیامت کے روز انبیاء کرام اور ان کی امتوں کو لایا جائے گا تو بعض رسولوں کے ساتھ صرف ایک یا دو امتی ہوں گے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے علماء میں سے ایک عالم کو بلایا جائے گا جس کے ساتھ ہزاروں لوگ ہوں گے۔
انہیں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع کیا جائے گا۔ بعض علماء کے متبعین تو انبیاء کے متبعین سے

بڑھ کر ہوں گے۔

(3) کوثر سے مراد نبوت ہے اور اس کے خیر کثیر ہونے میں
کوئی شک نہیں کیونکہ ربوبیت کے بعد اسی کا درجہ ہے۔
اسی لیے ارشاد ہوا۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (سورۃ النساء ۸۰)
ترجمہ:- جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی۔ اس نے
اللہ ہی کی اطاعت کی۔

(4) کوثر سے مراد "قرآن" ہے۔ جس کے فضائل
ان گنت ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اور اگر زمین میں جتنے پیڑ ہیں۔ سب قلمیں ہو جائیں۔
اور سمندر اس کی سیاہی ہو۔ اس کے پیچھے سات سمندر
تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی"

(سورۃ لقمان، ۲۷)

"تم فرما دو، اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لیے سیاہی ہو۔ تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہونگی۔ اگرچہ ہم ویسا ہی اور اس کی مدد کو لے آئیں"۔

(الکھف ، ۱۰۹)

(5) کوثر سے مراد اسلام ہے۔ اللہ کی قسم! یہ بھی خیر کثیر ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعے دنیا اور آخرت دونوں کی خیر حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کے نہ پانے سے دنیا اور آخرت کی خیر سے محرومی ہو جاتی ہے اور یہ کیوں نہ ہو اسلام سراپا معرفت ہے۔

(6) کوثر سے مراد متبعین اور امتیوں کی کثرت ہے اور بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کی تعداد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(7) اس سے مراد علم ہے۔ لفظ کوثر کو ان وجوہ

کی بنا پر علم محمود کہنا اولیٰ ہے۔

(7) علم خیر کثیر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔"

(سورۃ النساء، ۱۱۳)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو طلبِ علم کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

"وَقُل رَّبِّ زِدْنِی عِلْمًا۔"

اور اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیے کہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے۔

(سورۃ طٰہٰ، ۱۱۴)

(8) آپؐ نے حکمت کو خیر کثیر قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"اور جسے حکمت ملی۔ اسے بہت بھلائی ملی۔"

(سورۃ البقرۃ، ۲۶۹)

(۹) کوثر سے مراد حسنِ خلق ہے۔ اہلِ علم کہتے ہیں
حسنِ خلق سے نفع کثیر ہے۔ عالم، جاہل، چوپائے اور عاقل
تمام اس سے نفع حاصل کرتے ہیں۔ جبکہ علم سے نفع
(اہلِ علم) اہلِ عقل کے ساتھ مخصوص ہے۔ لہٰذا حسنِ
خلق کا نفع زیادہ عام ہے۔ اس لیے کوثر کا حمل
اس پر ہی ہونا چاہیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس یہی ہے کہ آپ
اجنبی لوگوں کے لیے بھی والد کی طرح تھے۔ اُن کی مشکلات
حل فرماتے اور ان کے مصائب کا ازالہ فرماتے۔ آپ
کا اخلاقِ حسنہ اس درجہ پر تھا کہ لوگوں نے جب
دانت مبارک شہید کر دیا تو آپ نے دعا فرمائی:-

"اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ یہ مجھے
نہیں جانتے۔"

(۔۔ میں کہتا ہوں یہ بات تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہے کہ اخلاق انسان کو بلا شبہ ممتاز کر دیتا ہے۔ اچھے اخلاق والا شخص چاہے علم رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو، عمل والا ہو یا بے عمل ہو۔ اس کا اخلاق لوگوں کو اس کا گرویدہ کر دیتا ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق تو اللہ اکبر!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق عظیم اور اوصاف حمیدہ کے مالک ہیں۔ اور آپؐ کامل الاخلاق ہیں اور آپؐ اکمل الاخلاق ہیں اور آپؐ اشرف الاخلاق ہیں اور آپؐ اخلاق کو شرف بخشنے والے ہیں۔

اور آپؐ کا مقام تو مقام محمود ہے۔ اور آپؐ نے اخلاق کا ہر تقاضہ پورا فرما دیا۔ اور آپؐ ہر رشتے میں، ہر طریقے سے اور ہر جہت سے اکمل سی اکمل ہیں۔ اور مکمل ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرنا "قرآن" کا وصف ہے۔ بلکہ قرآن بنفسہ نفیس

Scanned with CamScanner

اخلاق محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔
جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سوال کے جواب
میں کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق مبارک کیسا تھا؟"
فرمایا:
"کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟"
قرآن ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق ہے۔
اور سعدی فرماتے ہیں:

بلغ العلی بکمالہ	وہ پہنچے بلندیوں پر اپنے کمال کے ساتھ
کشف الدجی بجمالہ	آپ کے جمال سے تمام اندھیرے دور ہوں گے
حسنت جمیع خصالہ	آپ کی تمام عادتیں ہی بہت اچھی ہیں
صلوا علیہ و آلہ	آپ پر اور آپ کی آل پر لاکھوں درود و سلام

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام حقائق کی اصل ہیں۔
جیسا کہ "امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوبات
امام ربانی کے دفتر سوم حصہ نہم" میں فرماتے ہیں:

حقیقتِ محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) علیہ افضل الصلوات والتسلیمات ظہورِ اول ہے۔ اور یہی معنی حقیقۃ الحقائق ہے کہ دوسری حقیقتیں خواہ وہ انبیاء کی ہوں یا فرشتوں کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سایوں کی طرح ہیں۔

اور آپ حقائق کی اصل ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ نے مجھے اپنے نور سے پیدا فرمایا اور مومن ہمارے نور سے پیدا فرمائے گے۔ لہذا لازمی بات ہے کہ آپ اللہ اور تمام حقائق کے درمیان واسطہ ہیں اور آپ کے واسطے کے بغیر کسی کا مطلوب تک پہنچنا محال ہے۔

اس لیے آپ نبی الانبیاء و المرسلین ہیں اور آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا۔ علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام۔ اسی لیے اولو العزم انبیاء نبی ہونے کے باوجود آپ کے تابع ہونے کے خواہاں تھے اور آپ کی امت میں داخل ہونے کی آرزو رکھتے تھے۔)

۱۵- کوثر سے مقام محمود مراد ہے اور یہی درجہ شفاعت تک ہے۔ دنیا میں فرمایا۔

"اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو"

(سورۃ الانفال ۳۳)

آخرت کے حوالے سے فرمایا۔

شفاعتی لاہل الکبائر من امتی۔

میری امت کے اہل کبائر کے لیے میری شفاعت ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہر نبی کے لیے مقبول دعا ہے۔ اور میں نے شفاعت امت کے لیے اپنی دعا روز قیامت کے لیے محفوظ رکھی ہوئی ہے۔"

11 - کوثر سے مراد یہی سورت ہے۔ اسی لیے کہ یہ مختصر ہونے کے باوجود تمام منافع دنیا و دین کو شامل ہے۔

12 - کوثر سے مراد ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائے جانے والے کثیر فضائل ہیں اور اس پر امت کا اتفاق ہے کہ آپؐ تمام انبیاء سے افضل ہیں۔

ا۔ میں کہتا ہوں کہ ان کثیر فضائل میں آپؐ کے معجزاتِ کثیر بھی شامل ہیں۔ جیسا کہ امام کبیر مختلف انبیاء کے معجزات کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(1) سیدنا نوح علیہ السلام کو یوں عزت و شرف بخشا کہ ان کی کشتی کو پانی پر کھڑا فرمایا۔ لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بھی بلند مقام عطا فرمایا۔ روایت میں آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پانی کے کنارے کھڑے تھے

Scanned with CamScanner

اور وہاں عکرمہ بن ابو جہل بھی کھڑا تھا۔ کہنے لگا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں تو دوسری جانب سے پتھر کو بلائیں جو تیرتا ہوا آئے اور نہ ڈوبے۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھر کو اشارہ فرمایا پتھر اپنی جگہ سے اکھڑا اور تیرتا ہوا آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور آپؐ کے رسول ہونے کی گواہی دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ کافی ہے، کہنے لگا۔ اس کو واپس بھی لوٹائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پتھر کو واپسی کا حکم دیا۔ وہ اپنی جگہ واپس چلا گیا۔

(2) سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے یوں شرف بخشا کہ ان پر آگ سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو گئی۔ لیکن حضورؐ کے حق میں اس سے بھی بڑھ کر شرف عطا فرمایا جو حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بچہ تھا مجھ پر ابلتی ہوئی ہنڈیا گر گئی۔ جس کی

وجہ سے میرا تمام جسم جل گیا۔ میری والدہ مجھے رسول ﷺ کی خدمت میں لے گئی اور عرض کیا بچے کا جسم جل گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے جسم پر لعاب دہن لگایا اور میرے جلے ہوئے جسم پر اپنا دست مبارک پھیرا اور دعا فرمائی۔ اے مخلوق کے رب! تکلیف کو دور فرما۔ میں اس قدر صحت یاب ہوا کہ تکلیف باقی ہی نہ رہی۔

(3) سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے یوں شرف بخشا کہ ان کے لیے زمین پر سمندر کو پھاڑ ڈالا لیکن حضورؐ کے لیے آسمان پر چاند کو پھاڑ ڈالا۔ یہاں آسمان اور زمین کا فرق بھی ذہن میں رہنا چاہیے۔

(4) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے پتھر سے پانی کا چشمہ جاری فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے چشمے جاری فرمائے اور آپؐ کو اس

سے بھی بڑھ کر قرآن عظیم عطا کر کے اعزاز بخشا گیا۔
جس کا نور مشرق اور مغرب تک پہنچا ہوا ہے۔

(5) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں میں عصا کو اژدہا بنایا گیا اور جب ابوجہل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر پھینکنے کی کوشش کی تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاندھوں کے پاس دو اژدہا دیکھے۔ جس کی وجہ سے وہ مرعوب ہو کر بھاگ گیا۔

(6) سیدنا داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑوں نے تسبیح کی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ آپ کے صحابہ کے مبارک ہاتھوں میں پتھروں نے تسبیح پڑھی۔

(7) حضرت داؤد علیہ السلام جب لوہا اپنے ہاتھ میں لیتے تو وہ نرم ہو جاتا لیکن آپ ﷺ کے مبارک ہاتھ جب عمر رسیدہ بکری کے تھنوں کو لگتے تو وہ بھی دودھ

سے بھر جاتے ۔

(8) حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے پرندوں کو جمع کیا جاتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں براق پیش کیا گیا ۔

(9) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردہ کو زندہ کرنے کے ساتھ اعزاز بخشا گیا جبکہ آپ ﷺ اسی جنس سے معجزہ عطا کیا گیا ۔ جب یہودی عورت نے آپ ﷺ کو بکری کا زہر آلودہ گوشت کھلایا تو منہ میں لقمہ رکھتے ہی اس نے بول کر آپ ﷺ کو اطلاع دے دی ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی برص اور جذام سے بھی شفا دی ۔ روایات میں آتا ہے کہ حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ کی اہلیہ برص میں مبتلا تھی ۔ انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا ۔ تو آپ ﷺ نے ایک شاخ لے کر

Scanned with CamScanner

ان کے جسم پر پھیری۔ جس سے وہ مرض ختم ہوگیا۔
اسی طرح جب احد کے دن ایک صحابی کی آنکھ کا
ڈھیلا باہر آگیا تو وہ لے کر آپ ﷺ کی خدمت
میں حاضر ہوئے۔ تو آپ ﷺ نے اسے اسی کی اصل
جگہ پر پیوند فرما دیا۔

(10) حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کے گھروں کی مخفی
چیزوں کو جان لیتے تھے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی
اپنے چچا کو اس مخفی معاملے کی خبر دی۔ جو ام الفضل
کے پاس مکہ میں رکھ کر آئے تھے۔ جس پر حضرت عباس
رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔

(11) حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک
دفعہ سورج کو پلٹایا مگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہی
کام متعدد دفعہ ہوا۔ ایک اس موقع پر جب آپ ﷺ
آرام فرما تھے اور آپ کا سر اقدس حضرت علی رضی اللہ عنہ

کی گود میں تھا۔ بیدار ہوئے تو سورج ڈوب چکا تھا
سورج لوٹایا گیا۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا
فرمائی۔ اور دوسری دفعہ حضرت علیؓ کے لیے
سورج کو پلٹایا گیا اور انہوں نے عصر کی نماز اپنے
وقت میں ادا فرمائی۔

(12) حضرت سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی بولیاں
سکھائی گئیں اور آپؑ کے لیے یہ اعزاز یوں ثابت
ہے کہ ایک پرندہ اپنے بچوں کے بارے میں فریاد لے کر اور
آپ کے سرانور کے پاس آکر کھڑا ہوا اور آپؑ
سے گذارشات کیں۔ آپؑ نے پوچھا۔ کس نے
اس کے بچوں کو تنگ کیا؟ ایک شخص نے عرض کیا
میں نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے
بچوں کو واپس کر دو۔ اور بھیڑیے کا آپؑ کے
ساتھ گفتگو کرنا تو بہت ہی مشہور ہے۔

(۱۳) حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ نے یہ اعزاز بخشا کہ وہ ایک دن کے پہلے پہر میں ایک ماہ کی مسافت طے کر لیتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس میں ایک لمحہ میں لے گیا۔

(۱۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری یعفور کو صحابہ کو بلوانے کے لیے بھیجا کرتے۔

(۱۵) لوگوں نے اونٹ کے پاگل ہونے کی شکایت کی کہ ہم اس کو پکڑنے پر قادر نہیں۔ آپ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سر جھکا دیا۔

(۱۶) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو آپ نے کسی علاقے میں بھیجا جب وہ جنگل میں پہنچے تو شیر ان پر حملہ آور ہوا۔ انہوں نے شیر کو مخاطب کر کے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

کہا تھا صدر ہوں۔ تو اس نے سر کو جھکا دیا۔

(17) جس طرح جنات حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع تھے اسی طرح وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی تابع ہیں۔ مزید فرماتے ہیں:۔

(18) ایک اعرابی گوہ پکڑ کر لے آیا اور کہا جب تک یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے۔ میں ایمان نہیں لاؤں گا۔ تو گوہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی اور اعلان کیا۔

(19) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہرنی کے کفیل بنے تاکہ شکاری اسے چھوڑ دے اور وہ اپنے بچوں کو جا کر دودھ پلائے۔ اور وہ حسب وعدہ واپس لوٹ آئی۔

(20) غارِ ثور میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سانپ در پے ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں اتنے سالوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا طالب تھا۔ آپ مجھے کیوں منع کرتے ہیں۔

(۱۹) تھوڑا سا کھانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے خلق کثیر کے لیے کافی ہو جاتا تھا۔

النعمۃ الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے صفحہ نمبر ۱۳۱ پر شیخ الاسلام علامہ شہاب الدین احمد بن حجر مکی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفیٰ ۹۷۴ھ فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جن فضائل و کمالات سے مخصوص فرمایا گیا۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

(۱) حضرت آدم علیہ السلام اور جملہ مخلوقات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پیدا فرمایا گیا۔

(2) آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بھوکے سوتے لیکن جب صبح اٹھتے تو سیر ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کا رب آپ کو جنت میں کھڑا کر دیتا تھا۔

(3) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیچھے سے بھی ایسے ہی دیکھتے۔ جیسے سامنے سے دیکھتے تھے۔

(4) حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات اور تاریکی میں، دن اور روشنی کی طرح دیکھتے۔

(5) جب ٹھوس پتھر پر چلتے، تو قدم مبارک اس میں گڑ جاتے اور قدموں کے نشان اس میں پڑ جاتے۔

(6) اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب فرمایا اور برگزیدہ بنایا۔

(7) آپ کی آنکھیں سوتی تھیں اور دل نہیں سوتا تھا۔

(8) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ کی خوشبو مشک سے زیادہ عمدہ تھی۔

(9) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا اور سورج اور چاند کی روشنی میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نظر نہیں آتا تھا۔

(10) حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے تو فرشتے حضور کے ساتھ ساتھ جاتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلتے۔

Scanned with CamScanner

19

(11) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں پر کبھی مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔

(12) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات میں سے یہ بھی ہے کہ ہمارے لیے واجب ہے کہ آپ پر صلوۃ وسلام عرض کریں۔

صفحہ ۳۴ پر مزید فرماتے ہیں:

آپ کے دست مبارک میں کھانا تسبیح کرتا تھا۔ جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ فرمایا: کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے اور ساتھ ہی کھانے کی تسبیح بھی سن رہے تھے۔

پتھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتا تھا۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"میں مکہ میں ایک ایسے پتھر کو جانتا ہوں جو بعثت سے پہلے مجھے سلام کہتا تھا اور اب بھی میں اس کو پہچانتا ہوں"۔

درختوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا اور سلام کیا۔ جیسا کہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب تھا۔ ہم جہاں جاتے، وہاں جو پہاڑ یا پتھر سامنے آتا حضورؐ کو سلام عرض کرتا اور کہتا:

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

خشک تنِ خرما یعنی استن حنانہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق میں گریہ وزاری کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتانِ مبارک سے پانی کے فوارے جاری ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے زمین کے چشمے پھوٹے

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے تھوڑا کھانا زیادہ ہو گیا۔

"مولد العروس" میں صفحہ نمبر ۲۸ پر علامہ محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی حیادار ہستی تھے۔ حتیٰ کہ خشک تنے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنے شوق اور از حد محبت کا اظہار کیا اور گوہ وغیرہ جانوروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام پیش کیا۔ علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں کے نیچے پہاڑ لرزنے اور کانپنے لگا۔ چنانچہ آپ کا نور سب سے زیادہ اور آپ کا سر انور سب پر واضح ہوا۔ آپ کی قدر و منزلت اعلیٰ ترین ہے۔

مزید فرماتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت و رعب اور دبدبہ کے باعث بھیڑیوں نے کلام و گفتگو کی۔ جبکہ درخت

اور پھر آپ کی بارگاہ اقدس میں دوڑ کر حاضر ہوئے۔
اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شفاعت عظمیٰ کو اپنی
امت کے لیے منتخب فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس کی مبارک
اور میٹھی میٹھی ہتھیلی میں کنکروں نے تسبیح پڑھی اور
آپ کے مبارک ہاتھوں کی مطہرہ انگلیوں میں سے
پانی کے فوارے پھوٹنے لگے۔ چنانچہ مکڑی کے مشک
تنے نے آپ کی بارگاہ اقدس میں شوق و محبت کا
اظہار کیا۔ جب کہ مکڑی نے آپ کی ذات اقدس
کے مخفی ہونے کی خاطر اپنے جالے پھیلائے۔

کبوتر نے غار کے منہ پر انڈے دے دیئے تاکہ کفار
کی آنکھوں میں دھول و گرد ڈالی جا سکے۔

(بات:- میں کہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس باعث
ایجاد عالم ہے اور میں کہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Scanned with CamScanner

بذات خود خیر کثیر اور باعث خیر کثیر ہیں۔
جیسا کہ "جامع المعجزات فی سیرِ خیر البریات
علیہ ازکی التحیات"

میں

"الشیخ محمد الواعظ الرھاوی رحمہ اللہ تعالٰی"

فرماتے ہیں:

آثار میں منقول ہے کہ اللہ تعالٰی نے چار ٹہنیوں
والا ایک خوبصورت درخت پیدا فرمایا۔ جس کا نام
شجر الیقین ہے۔ پھر اللہ نے اس درخت پر نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو ایک طاؤس کی صورت میں بٹھا دیا۔ تو طاؤس نے
وہاں ستر ہزار برس اللہ کی تسبیح بیان کی۔ اس کے
بعد اللہ نے آئینہ حیا بنا کر طاؤس کے مقابل رکھا۔
اپنے حسن و جمال کو دیکھ کر طاؤس نے اللہ رب العزت
کی بارگاہ میں پانچ سجدے کیے۔ جو فرض قرار پائے۔

Scanned with CamScanner

یہی وجہ ہے کہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض ٹھہرائیں۔

مصر طاؤس (نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر جب اللہ نے رحمت کی نگاہ ڈالی تو وہ شرم وحیا کے پسینہ سے شرابور ہو گیا۔

- اس نور کے سر مبارک کا پسینہ لے کر اللہ نے تمام ملائکہ پیدا فرمائے۔
- چہرہ انور کے پسینہ سے عرش، کرسی، لوح، قلم، سورج، چاند، حجاباتِ نور، کواکب اور عجائباتِ عالم بنائے گئے۔
- سینہ بے کینہ کے پسینہ سے انبیاء و مرسلین، علماء و کاملین، اور شہداء و صالحین کی پاکیزہ روحوں کو پیدا کیا۔

- پشت مبارک کے پسینہ سے بیت المعمور، کعبہ، بیت المقدس اور کائنات بھر کی سجدہ گاہیں تخلیق کی گئیں
- ابرو مبارک کے پسینہ سے مومنین و مومنات اور مسلمین و مسلمات پیدا ہوئے۔

Scanned with CamScanner

• قدمانِ مبارک کے پسینہ سے مشرق و مغرب، شمال و جنوب اور موجودنیات و عجائبات پیدا فرما کر اللہ نے فرمایا:
"میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور اچاروں طرف دیکھو!"
• آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاروں طرف دیکھا تو نور ہی نور نظر آیا۔ یہ جلوے صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی اور حیدر کرار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نور کے تھے۔ آپ کا نور اس کیفیت میں ستر ہزار برس تک اللہ کی تسبیح کرتا رہا۔
اللہ نے تمام انبیاء کی ارواح کو جب نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پیدا فرمایا تو تمام انبیاء کی ارواح نے یک زبان کہا:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

پھر اللہ نے عقیق احمر سے ایک قندیل بنائی اور نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو صورتِ دنیوی میں ڈھال کر قندیل میں رکھا۔ قندیل میں

آپؐ اس طرح کھڑے رہے۔ جس طرح نماز میں قیام ہوتا ہے۔ تمام ارواح قندیل کا طواف کرنے لگیں۔ روحوں کا یہ طواف ایک ہزار برس تک جاری رہا۔ پھر اللہ نے ارواح کو حکم دیا کہ میرے محبوبؐ کو دیکھو۔ روحوں نے تعمیل کی۔ ارواح میں سے جس نے....

* سر اقدس کو دیکھا وہ دنیا میں سلطان اور فرماں روا بن گیا۔
* ابرو مبارک کو دیکھا وہ امیر عادل بن گیا۔
* آنکھ مبارک کو دیکھا وہ وسیع النظر اور کشادہ ظرف بن گیا۔
* پیشانی پر نگاہ ڈالی وہ نقاش بن گیا۔
* گوش مبارک کو دیکھا وہ مقبول فی الانام ہو گیا۔
* سینہ بے کینہ کو دیکھا وہ دانا اور احسان کرنے والا بن گیا۔
* ناک مبارک کو دیکھا وہ طبیب اور عطار بن گیا۔

* ہونٹ مبارک کو دیکھا وہ وزیر بن گیا۔
* دہن شریف کو دیکھا وہ روزہ دار بن گیا۔
* دانتوں کی زیارت کی وہ حسین وجمیل ہوا۔
* زبان مبارک کی زیارت کی وہ بادشاہوں کا سفیر ہوا۔
* حلقِ انور کو دیکھا وہ واعظ ناصح اور موذن بن گیا۔
* ریش مبارک کو دیکھا، وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہوا۔
* گردن مبارک کو دیکھا وہ تاجر ہو گیا۔
* دست مبارک دیکھا وہ سخی بن گیا۔
* انگلیاں دیکھیں وہ خطاط اور خوشنویس ہوا۔
* شکم انور پر نگاہ ڈالی وہ صابر اور قناعت پیشہ بن گیا۔
* کندھوں کو دیکھا وہ عابد و زاہد بن گیا۔
* پاؤں مبارک دیکھے وہ مہاجر فی سبیل اللہ بن گیا۔
* ناخن مبارک دیکھے وہ قاضی، مفتی یا جج بن گیا۔

لیکن جن روحوں نے آپ ﷺ کو بالکل نہ دیکھا وہ یہودی، نصرانی، مجوسی اور فراعنہ ہوئے۔ حقیقت حال کو اللہ

بھی بہتر جانتا ہے۔ (الشیخ محمد الامین الشنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جامع الدرر میں اسی طرح منقول ہے۔)

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ

ترجمہ:۔ تو تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔

امام رازی المتوفی ۶۰۶ ، تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں:

فصل کے یہ مفاہیم ہو سکتے ہیں:۔

(۱) اس سے مراد نماز کا حکم ہے۔

(2) فصل لربک کا مفہوم ہے کہ اپنے رب کا شکر ادا کرو۔

(3) فصل، اللہ سے دعا کرو۔ کیونکہ صلوٰۃ سراپا دعا ہے۔

اگر اس سے مراد نماز کا حکم ہو تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ نعمت کے لائق تو شکر ہے۔ تو فصل کے بجائے فاشکر ہونا

چاہیے تھا۔ مگر اس کے متعدد جوابات ہو سکتے ہیں:۔

ا۔ شکر تعظیم سے عبارت ہے اور اس کے تین ارکان ہیں:۔

i۔ رکن اوّل اس کا تعلق دل سے ہے کہ یہ جانا جائے کہ یہ نعمت اللہ کی طرف سے ہے نہ کہ غیر کی طرف سے۔

ii۔ رکن ثانی۔ اس کا تعلق زبان سے ہے کہ منعم کی مدح کی جائے۔

iii۔ رکن ثالث۔ عمل کہ خدمت منعم کی جائے اور اس کے سامنے تواضع کا اظہار رہے۔

(:۔ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ نے بھی روح البیان میں شکر کے ارکان بالفاظ مختلف یہی بیان کیے ہیں۔

محمد ابوہریرہ)

نماز ان تمام پر بلکہ ان سے کہیں زائد امور پر مشتمل ہے۔ تو نماز کا حکم، شکر بجالانے کے ساتھ اجتماعی امر کا حکم ہے۔ لہذا نماز کا حکم دینا ہی احسن ٹھہرا۔

(۸) تحقیق شکر۔ میں کہتا ہوں کہ شکر کی بنیاد یقین ہے۔

عارف باللہ سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصنیف "عقل بیدار" میں صفحہ نمبر ۱۶۷ پر "یقین" پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یقین ایک علم ہے۔ کیونکہ عالم ہی بالیقین ہوتا ہے۔ جبکہ جاہل بے دین ہوتا ہے۔ علم یقین تین قسم کا ہے۔ اور اس کے یہ نام ہیں:

(۱) علم الیقین: جیسے علماء علم سے یقین حاصل کرتے ہیں۔

(۲) علم عین الیقین: یہ مجذوب کا مرتبہ ہے۔

(۳) علم حق الیقین: یہ مرتبہ محبوب کا ہے۔ مرغوب عجائب جس سے طالب اپنے مطلوب کو حق سے پالیتا ہے۔ وہ حق سے حق پہنچ جاتا ہے۔ وہ حق سے حق کو دیکھتا اور اپنے آپ کو درمیان میں نہیں

رکھتا۔ اپنے آپ کو حق میں فنا کر لیتا ہے۔)

امام صاحب ؒ مزید لکھتے ہیں:۔

اگر فاشکر کہا جاتا تو یہ گمان ہوتا کہ آپ پہلے شاکر نہ تھے۔ حالانکہ سب سے پہلے آپ اپنے رب کے عارف، مطیع اور اس کی نعمتوں پر شاکر تھے۔ رہی نماز تو یہ وحی کے ذریعے بتائی گئی۔

مزید لکھتے ہیں:۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کا حکم دیا گیا۔ تو عرض کیا میں کیسے نماز ادا کروں۔ حالانکہ میں باوضو نہیں ہوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "انا اعطینک الکوثر" پھر جبریل امین نے زمین پر مارا تو وہاں کوثر کا پانی جاری ہو گیا۔ پھر آپ سے کہا فصل (اب نماز پڑھو۔)

اگر اس سے مراد "دعا کرو" لیا جائے۔ تو اس صورت میں فا کا فائدہ یہ ہو گا۔ گویا یہ فرمایا کہ ہم

نے آپ کے سوال و دعا سے پہلے کوثر جیسی نعمت
عطا کرنے سے بخل نہیں کیا - تو آپ کے سوال کے بعد
کیا عالم ہوگا ؟ لیکن آپ مانگیں عطا کیا جائے گا ،
آپ شفاعت کریں ، شفاعت قبول کی جائے گی ۔ اور
یہ اس لیے بھی ہے کہ آپ ہمیشہ اپنی امت کے غم میں
رہا کرتے (تو دعا کا حکم دیا -) واضح رہے - ان تینوں
میں سے قول اول ، نماز اولیٰ ہے - کیونکہ یہ مفہوم
عرف شرح کے زیادہ قریب ہے ۔

(اپنی تصنیف لطیف "در امیر الکونین صلی اللہ علیہ وسلم"
میں سلطان الفقر سلطان باہو ، صفحہ نمبر ۱۰۲
پر لکھتے ہیں :-
واضح رہے کہ عارفوں کا دم ہمیشہ نماز میں
ہوتا ہے اور ان کا دل اور روح دائمی نماز میں
مشغول نماز باراز ہے اور راز با نماز ہے ۔
ہجویری غفرلہٗ)

صاحب تفسیر روح البیان لکھتے ہیں:۔

جو عطیہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشا، نہ پہلے کسی کو عطا ہوا نہ بعد میں کسی کے نصیب۔ یہ عطیہ کسی ماموربہ کا موجب ہے۔ (اسی لیے نماز اور قربانی کا حکم ہوا)۔

تفسیر ابن کثیر میں " امام عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ" لکھتے ہیں:۔

" پس آپ نماز پڑھا کریں۔ اپنے رب کے لئے اور قربانی دیں اسی کی خاطر۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں آپ کو خیر کثیر عطا فرمائی۔ اس میں وہ نہر بھی شامل ہے جس کا بیان ہو چکا ہے۔ اسی طرح آپ اپنی فرض اور نفل نماز اور قربانی کو اپنے رب کے لئے خالص۔ کر دیں"

وَانْحَر :-

وانحر کی تفسیر کرتے ہوئے صاحب تفسیر ابن کثیر لکھتے ہیں :-

"اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) اسی وحدہ لاشریک کی عبادت کریں اور اس کے پاکیزہ اسم کے نام پر اپنی قربانی ذبح کریں - جیسا کہ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:-

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الانعام : 162)

آپ فرمائیے بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا مرنا اور جینا (سب اللہ) کے لئے ہے - جو رب ہے سارے جہانوں کا -"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، عطاء، مجاہد عکرمہ اور حسن بصری رحمہم اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں :-

نحر قربانی کے اونٹ اور دوسرے جانوروں کو اللہ
کے نام پر ذبح کرنا ہے۔ مشرکین اس کے برعکس
غیر اللہ کو سجدہ کرتے تھے اور غیر اللہ کا نام لے کر اپنے
جانور ذبح کرتے تھے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ
لَفِسْقٌ (انعام: ۱۲۱)

اور مت کھاؤ اس جانور سے کہ نہیں لیا گیا اللہ کا
نام اس پر اور اس کا کھانا نافرمانی ہے۔

یہ بھی کہا ہے کہ:

وَانْحَرْ سے مراد دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر
(نماز میں) رکھنا ہے۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے۔

(حضرت علیؓ کا یہ فرمان روح البیان نے بھی نقل فرمایا
ہے۔ ہجویری غفرلہٗ)

صاحبِ تفسیر روح البیان لکھتے ہیں :-

حضرت عطیہ نے فرمایا کہ اس سے فجر کی باجماعت نماز مراد ہے اور نحر سے منیٰ میں قربانی مراد ہے -

امام کبیر "تفسیر کبیر" میں وانحر کی تفسیر میں لکھتے ہیں :-

ارشادِ گرامی "وانحر" میں دو اقوال ہیں :-

قولِ اوّل :-

عام مفسرین کہتے ہیں کہ اس سے مراد اونٹ کی قربانی ہے -

قولِ ثانی :-

اس سے نماز کے افعال مراد ہیں یا تو اس سے پہلے یا اس کے اندر یا اس کے بعد -

Scanned with CamScanner

(قول ثانی کو مدلل کرنے کے لیے امام الائمہ نے اپنے خوبصورت مدلل انداز کے مطابق بہت سی وجوہات ذکر فرمائی ہیں۔ جن میں سے صرف چند میں یہاں ذکر کروں گا۔ محمد ابو ہریرہ)

۱۔ شیخ فراء کا قول ہے اس کا مفہوم ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کرو۔

۲۔ اصبغ بن نباتہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ جب یہ سورت نازل ہوئی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اس نحر سے کیا مراد ہے جس کا مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے؟ عرض کیا یہ نحر نہیں بلکہ حکم یہ ہے جب آپ نماز کی تکبیر تحریمہ کہیں تو ہاتھ بلند کریں۔ اسی طرح جب رکوع کریں۔ اور وہاں سے سر اٹھائیں اسی طرح کریں۔ جب آپ سجدہ کریں۔ یہ ہماری اور ملائکہ کی نماز

ہے۔ جو ساتوں آسمانوں پر رہتے ہیں۔ ہر شے
کی زینت ہے۔ نماز کی زینت ہر تکبیر کے وقت ہاتھ
اٹھانا ہے۔

۔: (لیکن ابن کثیر رضی اللہ عنہ اس روایت کو جو ابن ابی حاتم
رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی ہے انتہائی منکر قرار دیا ہے۔
اور وہ اس پر
وہ مستدرک، تفسیر کوثر اور سنن بیہقی (کتاب الصلوٰۃ)
کا حوالہ دیتے ہیں۔

(محمد ابوہریرہ)

۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس سے مراد نماز
میں سینے پر ہاتھ باندھنا ہے۔ فرمایا نماز سے پہلے ہاتھ
اٹھانا پناہ مانگنے والے عاجز کی اور سینے پر رکھنا
خشوع و خضوع کرنے والے کا عمل ہے۔

Scanned with CamScanner

۴۔ حضرت عطاء کا قول۔ دو سجدوں کے درمیان اس طرح بیٹھنا مراد ہے کہ سینہ ظاہر ہو جائے۔

آخر میں لکھتے ہیں :۔

اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز تمام اشیاء سے محبوب ہے اور آپؐ نے فرمایا۔

"نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک رکھی گئی ہے"۔

آپؐ اس قدر نماز ادا فرماتے کہ پاؤں مبارک سوجھ جاتے۔ آپ سے عرض کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے آگے اور پیچھے معاملات پہ مغفرت کا اعلان نہیں کر دیا؟ آپؐ فرماتے ہیں۔ "کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟"

(صحیح البخاری، ۱۱۳)

اس آیت مبارکہ میں دو سوال ہیں:-

۱- نماز کے بعد زکوٰۃ کا ذکر آتا ہے - یہاں قربانی کا ذکر کس حکمت کی بنا پر ہے؟

۲- "وانحر" فرمایا جاتا تاکہ ہر قسم کی قربانی اس میں شامل ہو جاتی - انحر میں تو صرف اونٹ کی قربانی ہے -

جواب: پہلے کا جواب یہ ہے جن لوگوں نے صلاۃ سے مراد نماز عید لی ہے - ان کے ہاں تو یہاں قربانی کا ذکر مناسب ظاہر ہے - لیکن جنہوں نے مطلق نماز مراد لی ہے ان کے جوابات یہ ہیں:-

۱- مشرکین کی نمازیں اور قربانیاں بتوں کے لیے ہوتی تھیں - یہاں یہ حکم ہے کہ ان دونوں اعمال کو اللہ کی خاطر کرو -

٢ - کچھ مفسرین نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی ملکیت میں دنیا صرف اس قدر رکھتے - جو حاجت ہوتی تو آپ پر زکوٰۃ تھی ہی نہیں - البتہ قربانی واجب تھی - کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے -

تین اشیاء مجھ پر لازم ہیں مگر تم پر نہیں -

i - نماز چاشت

ii - نماز وتر

iii - قربانی (مسند احمد، ۱، ۲۳۱)

٣ - عربوں کے ہاں سب سے معزز مال اونٹ تھا - آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی قربانی اور راہ خدا میں پیش کرنے کا حکم دیا تاکہ علائق نفسانی کا لذت دنیا اور اس کی سرشاریوں سے قطع تعلق ہو جائے -

(صلی اللہ علیہ وسلم) مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سو اونٹ ذبح فرمائے - ان میں ابوجہل کا اونٹ بھی تھا - جس کی نکیل سونے کی تھی -

Scanned with CamScanner

آپ ﷺ نے خود ذبح فرمائے۔ حتیٰ کہ تھکاوٹ محسوس کی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ذبح کا حکم دیا۔ کیفیت یہ تھی:

دو اونٹ رسول ﷺ کے آگے ذبح ہونے سے پہلے لیٹ جاتے۔ مگر جب چھری سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے لی تو پیچھے ہونے لگے"۔

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے نماز بدنی عبادات میں سے اعظم ہے۔ لہذا اس کے ساتھ اعظم مالی عبادت کا ہی ذکر فرمایا۔ اب اس میں اس طرف بھی اشارہ تھا کہ آپ علیہ السلام کو حالتِ فقر کے بعد اس قدر غنا کا درجہ نصیب ہوگا کہ آپ ﷺ سو اونٹ راہ خدا میں ذبح فرمائیں گے۔

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ﴿۳﴾

ترجمہ: یقیناً آپ کا جو دشمن ہے وہی بے نام و نشان ہوگا۔

تفسیر ابن کثیر میں "حافظ امام عماد الدین ابن کثیر
فرماتے ہیں :-

اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ! بے شک آپ کے ساتھ بغض رکھنے والا اور آپ کے اس پیغام حق وہدایت سے عناد رکھنے والا ذلیل ورسوا ہوگا ۔ اس کا ذکر ختم ہو جائے گا ۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد، سعید بن جبیر اور قتادہ رحمہما اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ یہ آیت عاص بن وائل کے بارے میں نازل ہوئی ۔
محمد بن اسحاق یزید بن رومان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت روایت ہے عاص بن وائل جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سنتا تو کہتا : اسے چھوڑو، وہ تو دم کٹا ہے ۔ (معاذ اللہ) اس کی کوئی اولادِ نرینہ نہیں ۔ جب موت ہو جائے گا تو اس کا کوئی ذکر نہیں ہوگا ۔
تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی ۔

Scanned with CamScanner

:- میں کہتا ہوں کہ دیکھیں کہ آج کون دم لگاتا ہے؟
عاص کو کوئی جاننے والا نہیں۔ جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
کا ذکر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اقدس کا ذکر
ہر طرف ہے۔ اور ہم انہیں "سید" یعنی سردار
کہہ کر پکارتے ہیں۔
اور رب العزت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر
خود فرماتا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نام نہیں، بلکہ
القاب سے یاد فرماتا ہے اور فرماتا ہے یاایھا المزمل،
یاایھا النبی، یاایھا المدثر۔ اور اللہ عزوجل آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کو ورفعنا لک ذکرک کہہ کر مخاطب فرماتا ہے۔ اللہ عزوجل
نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو "الکوثر" عطا فرما کر دنیا اور
آخرت کی تمام بھلائیاں اور خیر کثیر عطا فرما
دیا اور فرمایا۔

"اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! عنقریب ہم آپ کو اتنا عطا
فرمائیں گے کہ آپ راضی ہو جائیں گے"۔ (الضحیٰ، ۵)
(محمد ابو ہریرہ)

Scanned with CamScanner

تفسیر کبیر میں "امام فخر الدین الرازی المتوفی ۶۰۶ ھ"
اس آیت کی تفسیر و تحقیق مختلف اقوال سے کرتے
ہیں اور فرماتے ہیں :-

اس آیت کے شان نزول کے بارے میں درج ذیل
آراء ہیں :-

قول اول :-

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے نکل رہے تھے اور
عاص بن وائل سہمی داخل ہو رہا تھا۔ اس نے آپؐ سے
گفتگو کی۔ سردارانِ قریش (جو مسجد میں پہلے ہی تھے۔) نے
اس سے پوچھا یہ کون تھے۔ جس سے تو گفتگو کر رہا تھا؟
کہنے لگا۔ یہ ابتر ہے (معاذ اللہ)۔ یہ انہوں نے آپس
میں گفتگو کی۔ اللہ نے اسے ظاہر فرما دیا اور یہ بھی ایک
اعجاز ہے۔
یہ بھی مروی ہے عاص بن وائل نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
ابتر ہے اور اس کا کوئی بیٹا نہیں۔ جو اس کا جانشین

ہو۔ جب ان کا وصال ہوگا تو ان کا ذکر ختم ہو جائے گا۔
اور اس سے پہلے سیدہ خدیجہ سلام اللہ علیہا سے آپ کے
صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو چکا تھا۔

قول ثانی:۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔ جب
کعب بن اشرف مکہ آیا اس کی قریش سے ملاقات
ہوئی، انہوں نے کہا تو اہل مدینہ کا سربراہ ہے اور ہم اہل
سقایہ (زمزم والے) اور اہل سدانہ (خزانہ کعبہ) ہیں۔
تو ہم بہتر ہوئے یا یہ جو قوم سے کٹ جانے والا۔ جو
کہتا پھرتا ہے میں ان سے بہتر ہوں؟ وہ کہنے لگا تم اس
سے بہتر ہو۔ (معاذ اللہ) ۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

قول ثالث:

یہ ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی، جب حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے کا وصال ہوا۔ تو ابوجہل کہنے
لگا۔ میں ان سے بغض رکھتا ہوں۔ کیونکہ یہ ابتر ہیں۔
(معاذ اللہ)۔ حالانکہ یہ اس کی حماقت ہے۔

Scanned with CamScanner

قولِ رابع:-

آپ کے چچا ابولہب کے بارے میں نازل ہوئی۔ کیونکہ آپؐ نے اسے ہلاکت کے بارے میں اطلاع دی۔ تو اس نے آپ کی غیر موجودگی میں کہا یہ ابتر ہے۔

قولِ خامس:-

یہ عقبہ بن ابی معیط کے بارے میں آئی۔ کیونکہ اس نے آپ کو ابتر کہا۔ ممکن ہے ان تمام کفار نے یہ بات کی ہو۔ کیونکہ وہ آپ کے بارے میں اس سے بھی بدتر بات کہہ دیا کرتے تھے۔ لیکن عاص بن وائل اس بات پر زیادہ زور دیتا تھا۔ اس وجہ سے روایات مشہور ہوئے کہ اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

قولِ سادس:-

ابتر کا معنیٰ حقیر و ذلیل بھی ہے۔ روایات میں ہے ابوجہل نے لوگوں کی دعوت کی اور وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے ابتر کہا اور کہنے لگا۔ چلو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف۔

میں انہیں پچھاڑوں گا اور ذلیل و رسوا کروں گا۔

(معاذاللہ) جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں پہنچے، کشتی پر اتفاق ہو گیا۔ سیدہ نے چٹائی ڈال دی، جب کشتی شروع ہوئی اور ابوجہل نے پوری قوت کے ساتھ آپ کو پچھاڑنے کی کوشش کی۔ تو آپ پہاڑ کی طرح قائم رہے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بدترین منہ پر تھپڑ مارا، جب وہ لوٹا تو آپ نے بائیں ہاتھ سے پکڑا۔ کیونکہ استنجا کے لیے یہی استعمال ہوتا ہے اور وہ بھی نجس و پلید ہی تھی۔ آپ نے دوبارہ اسے پچھاڑ دیا اور اس کے سینہ پر قدم رکھ دیے۔ بعض قصہ گو نے کہا یہی واقعہ

ان شانئک ھوالابتر

کے نزول کا سبب بنا۔

(:- میں کہتا ہوں کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، میرے آقا و مولا و ملجا و ماوی صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ہے۔ اور آپ

پر رب کا احسان اور فضل ہے۔ ایسا احسان اور فضل
جو تمام مخلوقات سے بڑھ کر ہے۔ اور رب تعالیٰ نے اپنے
حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رعب سے مدد فرمائی۔ جیسا کہ ایک
اور واقعہ ہے کہ ابوجہل نے سجدہ کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کا سر مبارک پتھر سے کچلنے کا غلیظ ارادہ کیا (معاذ اللہ)۔ تو
وہ ایسا نہ کر سکا۔ اور اس کی وجہ رعب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
تھا۔ جیسا کہ
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
مجھے تمام انبیاء پر چھ وجوہ سے فضیلت عطا
فرمائی گئی ہے۔ آپ سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!
وہ کونسی وجوہ ہیں؟ آپ نے فرمایا:
(1) مجھے جوامع الکلم عطا فرمائے گئے
(2) رعب کے ساتھ میری مدد فرمائی گئی۔
(3) اور میرے لیے مالِ غنیمت کو حلال فرما دیا گیا۔
(4) اور میرے لیے تمام روئے زمین کو پاکیزہ اور

سجدہ گاہ بنا دیا گیا۔
(۶) اور مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔
(۷) اور مجھ پر نبیوں کو ختم فرما دیا گیا۔

(صحیح مسلم: ۵۲۳، سنن ابن ماجہ: ۵۶۷
سنن ترمذی ۱۵۵۳، مسند احمد ۹۳۳۷)
ایسی طرح:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا فرمائی گئی ہیں
جو مجھ سے پہلے انبیاء میں سے کسی کو بھی نہیں دی
گئیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک ماہ کی مسافت
سے میرا رعب طاری کر کے میری مدد فرمائی گئی ہے۔"

(صحیح البخاری ۴۳۸)
محمد ابوہریرہ

حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم:

امام رازی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

کفار نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہا تو اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

ان شانئک ھو الابتر۔

اور اہل محبت کا یہی اصول ہے، کیونکہ کوئی دوست جب کسی کو سنتا ہے۔ وہ اس کے محبوب کو برا کہہ رہا ہے۔ تو وہ خود اس کا جواب دیتا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے خود ان کفار کا جواب عنایت فرمایا۔ اور آپ پر اللہ تعالیٰ کی یہ مہربانی ہر جگہ ہے۔ جب انہوں نے کہا:

"کیا ہم تمہیں بتا دیں ایسا مرد جو تمہیں خبر دے کہ جب تم پرزہ ہو کر بالکل ریزہ ریزہ ہو جاؤ تو پھر تمہیں نیا بننا ہے۔

(سورۃ سبا: ۷، ۸)

تو اللہ تعالیٰ نے جواباً فرمایا:

"بلکہ وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے۔ عذاب
اور دور کی گمراہی میں ہیں"۔
(سورۃ سبا، ۸)
جب انہوں نے آپؐ کو مجنوں کہا، تو تین قسمیں
یاد فرما کر فرمایا:
مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ۔
تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں (سورۃ القلم،
ترجمہ: جب انہوں نے کہا "تم رسول نہیں ہو" تو جواباً فرمایا:
یٰسٓ وَالْقُرْآنِ الْحَکِیْمِ۔ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔
عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔
ترجمہ: حکمت والے قرآن کی قسم۔ بے شک تم سیدھی راہ
پر بھیجے گئے ہو۔ (یٰسٓ ۱-۴)

Scanned with CamScanner

:- میں کہتا ہوں کہ آپؐ کو آپؐ کے رب نے اس قدر نعمتیں عطا فرمائیں کہ بلاشبہ آپؐ بھی ایک نعمتِ عظیم ہیں۔

جیسا کہ:-

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ حبشہ سے آئے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور آپؐ نماز میں مصروف تھے۔ آپ علیہ السلام نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا:-

پناہ مانگتا ہوں میں اللہ اور اس کی نعمت (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کے غصے سے! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پناہ مانگنے کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے آپؐ کو سلام کیا، اور آپ نے جواب نہیں دیا، آپؐ نے فرمایا کہ نماز میں اللہ کی طرف توجہ اور اس کی طرف مشغولیت ہوتی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ

Scanned with CamScanner

کرتے ہیں: پھر اس دن کے بعد ہم کسی کے سلام کا جواب
نہ دیتے۔

(مسند امام اعظم، ۱۶۲

(مسند ابو ہریرہ)

مزید لکھتے ہیں:-

اللہ تعالی نے جب آپ کو عظیم نعمتوں کی
بشارت دی تو یہ بھی بتا دیا کہ نعمت اس وقت تک خوشی
نہیں دیتی۔ جب تک دشمن ذلیل نہ ہو تو دشمن کی
ذلت کا وعدہ فرمایا اِنَّ شانئک ھو الابتر۔ اس
میں بہت سے فوائد و لطائف ہیں۔

۱۔ گویا فرمایا جا رہا ہے کہ یہ آپ کی کمالات کے بعض اسباب
کو دیکھیں اور اپنی شامتِ اعمال بھی دیکھیں تاکہ غیض میں
خود بھی جلیں۔

2 - اسے "شانی" کہا گویا بتایا جا رہا ہے۔ جو آپ کے ساتھ بغض رکھتا ہے۔ یہ سوائے بغض کے کچھ نہیں کر سکتا اور بغض والا جب تکلیف پہنچانے سے عاجز ہو تو اس کا دل غیظ و حسد میں جل جاتا ہے۔ تو اب اس دشمن کے لیے وہی عداوت سب سے بڑا عذاب بن جاتی ہے۔

3 - یہ ترتیب بتا رہی ہے کہ دشمن ابتر ہو گیا ہے۔ کیونکہ وہ آپ کے ساتھ بغض رکھتا ہے اور واقعہ میں ایسے ہی تھا۔ جو بطور حسد کسی سے دشمنی کرتا ہے۔ پھر خصوصاً اس ذاتِ اقدس کی دشمنی جس کی شانِ اقدس کی بلندی اور مرتبہ کی عظمت کا خود باری تعالیٰ نے ذمہ لیا ہے۔

4 - دشمنوں نے آپ کے لیے ذلت و ذلت اور اپنے لیے کثرت و دولت کا دعویٰ کیا۔ اللہ نے معاملہ الٹ دیا۔ فرمایا عزت والا وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ عزت سے نوازے۔ ذلیل وہ جسے اللہ تعالیٰ ذلیل فرمائے۔ تو کوثر و اکثریت

میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے اور ابتریت اور ذلت ان کے دشمنوں کے لیے۔ (آپ فرماتے ہیں اول سورۃ اور آخر سورۃ میں کس قدر لطیف مطابقت ہے۔)

:- (میں کہتا ہوں کہ جب محبوب اپنے محب کی تعریف کرتا ہے تو وہ اس میں مبالغہ کرتا ہے۔ وہ اس پر اٹھایا گیا ہر نقطہ رد کرنے کی کوشش کرتا اور اس کی تعظیم کو بالا خاطر کرنے کے لئے اس کا ہر طرح سے دفع کرتا ہے۔ وہ اس کو دنیا سے الگ اور ممتاز سمجھتا ہے۔

جیسا کہ ایک حکایت ہے:

ایک دفعہ مجنوں سے لوگوں نے پوچھا۔ اے مجنوں! تیری لیلیٰ تو کالی ہے؟ اس نے کہا۔ کبھی میری نظر سے تو دیکھو۔

میں کہتا ہوں کہ یہ تو عشق مجازی کی ایک ادنیٰ مثال ہے۔ رب عزوجل کی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رب عزوجل کے ساتھ محبت

کی تو کوئی مثال اور کوئی تصور ہی نہیں۔ اسی وجہ سے
تو کبھی وہ فرماتا ہے :-

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ

ترجمہ (تحقیق) جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اور کبھی فرماتا ہے :-

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْھِكَ فِی السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰھَا ۖ فَوَلِّ وَجْھَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔
(البقرہ ، ۱۲۴)

بے شک ہم آپ کے چہرہ کا (بار بار) آسمان کی طرف پھرنا دیکھ رہے ہیں، لہذا ہم آپ کو اس قبلہ کی طرف ضرور پھیر دیں گے۔ جس پر آپ راضی ہیں۔ سو (اب) آپ اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں۔

Scanned with CamScanner

تو بھی وہ عظیم و رحیم رب عزوجل فرماتا ہے :-

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۔ (النساء - ۶۴)

اور اگر وہ بھی اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے تو اچانک آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے، پس وہ اللہ سے استغفار کرتے اور رسول بھی ان کے لیے استغفار کرتے، تو وہ ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول فرمانے والا، بے حد رحم کرنے والا پاتے۔

اور بھی فرماتا ہے :-

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (الضحیٰ:۵)

ترجمہ :- اور عنقریب آپ کا رب آپ کو ضرور اتنا عطا فرمائے

گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

حضرت عائشہ بیان فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

"(یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ کے رب کے متعلق یہی جانتی ہوں کہ وہ آپ کی خواہش پوری فرمانے میں بہت جلدی فرماتا ہے"۔

(صحیح البخاری ۴۷۸۸، صحیح مسلم ۱۴۶۴)

میں کہتا ہوں: رب عزوجل اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر محبت فرماتا ہے کہ جب کفار نے آپ ﷺ کو ابتر کہا تو آپ ﷺ کے رب نے اس کا جواب اپنی شان کے لائق ارشاد فرمایا۔ اور یہ آپ ﷺ کے رب کی سنت ہے۔

جیسا کہ روایت ہے کہ جب الولید بن المغیرہ نے آپؐ کو
کو مجنوں کہا تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی براءت بیان فرماتے
ہوئے کہا:-

مَا اَنتَ بِنِعمَةِ رَبِّكَ بِمَجنُونٍ ۔ (القلم : ۲)

ترجمہ: یعنی آپ اپنے رب کی نعمت سے مجنون نہیں ہیں۔

اور اس کی مذمت کرتے ہوئے اس کے دس عیوب بیان
فرمائے:

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ﴿۱۰﴾ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ﴿۱۱﴾
مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيمٍ ﴿۱۲﴾ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيمٍ ﴿۱۳﴾

(القلم ۱۰ - ۱۳)

ترجمہ: پس آپ کسی ایسے شخص کی بات نہ مانیں جو:

(۱) بہت قسمیں کھانے والا
(2) انتہائی ذلیل
(3) بڑا طعنہ زن
(4) بہت چلتا پھرتا
(5) چغل خور
(6) نیکی سے روکنے والا۔
(7) نافرمانی میں حد سے بڑھنے والا۔
(8) سخت گناہگار
(9) نہایت بدخصلت
اور
(10) بداصل (یعنی ولدالزنا) ہے۔)

سورۃ مبارکہ کے لطائف میں اہم فائدہ یہ ہے کہ ہر کافر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف الفاظ میں برا کہا۔ کسی نے لاولد کہا۔ کسی نے کہا ان کا ناصر کوئی نہیں۔ کسی نے کہا ان کا ذکر باقی نہیں رہے گا۔ اللہ نے آپ کی ایسی مدح

فرمائی۔ جس میں یہ تمام فضائل شامل ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ انا اعطینک الکوثر۔

"لفظ کوثر کے ساتھ کسی قید کا اضافہ نہیں کیا کہ فلاں شے میں کثرت ہے اور فلاں میں نہیں۔ لہذا یہ دنیا و آخرت کی تمام خیرات کو شامل ہے"۔

(میں کہتا ہوں :۔)

فخر المفسرین علامہ رسول سعیدی اپنی تصنیف "تبیان القرآن" جلد دوم میں امام محمد بن ابراہیم الخرکوشی النیشاپوری المتوفی ۴۰۶ھ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کل بیاسی خصائص ہیں۔ جن کی وجہ سے آپ دوسرے انبیاء علیہم السلام سے ممتاز ہیں۔ ان خصائص کی تفصیل درج ذیل ہے:

وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دس خصائص:

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل المرسلین ہیں۔

(۲) آپؐ خاتم الانبیاء ہیں۔

(۳) آپؐ سب سے پہلے زمین سے اٹھیں گے۔

(۴) قیامت کے دن آپؐ کی امت سب نبیوں کی امتوں سے زیادہ ہوگی۔

(۵) آپ تمام نبیوں کے حق میں شہادت دیں گے کہ انہوں نے اپنی امتوں کی تبلیغ کر دی تھی۔

(۶) آپ شفاعتِ کبریٰ کریں گے یعنی سب سے پہلے آپ سب کی شفاعت کریں گے۔

(۷) حمد کا جھنڈا آپ کے دستِ مبارک میں ہوگا۔

(۸) حوضِ مورود اور نہر کوثر آپ ہی کے لیے ہے۔

(۹) آپ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

(۱۰) ہر شخص سے خود اس کی ذات کے متعلق سوال ہوگا اور آپ سے آپ کی ذات کے بجائے دوسروں کے متعلق سوال ہوگا۔

Scanned with CamScanner

نفسِ نبوت کے ساتھ آٹھ خصائص :-

(11) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا قیامت تک باقی رہنا۔

(12) آپ کا تمام مخلوق کی طرف مبعوث ہونا۔

(13) آپ کی کتاب کا معجز ہونا اور اس کی مثال کا محال ہونا

(14) آپ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ کی طرح ابل کر نکلنا۔

(15) آپ کو لیلۃ القدر کا عطا فرمایا جانا۔

(16) یوم جمعہ کا آپ کے اور آپ کی امت کے لیے عید ہونا۔

(17) آپ کے حق میں شعر گوئی کا ممنوع ہونا۔

(18) آپ کا پس پشت بھی سامنے کی طرح دیکھنا۔

شریعت کے ساتھ مختص نو خصائص :-

(19) آثارِ وضوء کا غرّ محجل ہونا، یعنی قیامت کے دن وضو کرنے والے کا چہرہ اور اس کے ہاتھ پیر سفید ہوں گے۔

(20) تیمم

(21) مسواک کا سنتِ مؤکدہ ہونا۔

Scanned with CamScanner

22) تمام روئے زمین کا مسجد ہونا۔

23) اور اس کی مٹی کا طہور ہونا۔

24) آپ کی آنکھیں سوتی اور دل بیدار رہتا اور نیند سے وضو نہ ٹوٹتا۔

25) پانی سے استنجاء کا مستحب ہونا۔

26) کثیر پانی اور جاری پانی میں نجاست کا مؤثر نہ ہونا۔

27) نجاست کو پانی سے دھونا۔

نماز کے ساتھ مختص نو خصائص:-

28) آپ کو عشاء کی نماز عطا فرمائی گی، جو اس سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں فرمائی گی۔

29) آپ کو جمعہ کی نماز دی گی۔

30) نماز باجماعت پڑھنا

31) عیدین کی نماز

Scanned with CamScanner

(32) تہجد کی نماز
(33) سورج گرہن اور چاند گرہن کی نماز۔
(34) نماز استسقاء
(35) اذان اور اقامت
(36) وتر

جہاد سے متعلق نو خصائص:-

(37) آپ کے مال غنیمت حلال ہونا۔
(38) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو مال غنیمت سے حاصل کر کے ان کے ساتھ نکاح فرمایا۔
(39) آپ سب سے تیز رفتار شہسوار تھے۔
(40) آپؐ جنگ سے رجوع نہ فرماتے۔
(41) آپؐ قتال کے بغیر ہتھیار نہیں اتارتے تھے۔
(42) آپؐ شکست نہ کھاتے۔
(43) اپنے لیے زمین رکھنا اور دوسروں کو عطاء کرنا۔

(44) وصال کے روزے (یہ خصوصیت جہاد بالنفس کے اعتبار سے ہے)۔

(45) آپ آنکھ سے خفیہ اشارہ نہیں فرماتے تھے۔

نکاح کے باب میں پندرہ خصائص:

(46) لفظ ہبہ کے ساتھ نکاح کا جواز آپ کے ساتھ مخصوص ہے۔

(47) آپ سے مہر کو ساقط فرمادیا گیا۔

(48) بغیر ولی اور گواہ کے نکاح کا جواز۔

(49) آپ کے بعد آپ کی ازواج سے نکاح کا حرام ہونا۔

(50) آپ کے بعد آپ کی ازواج کے نفقہ کا وجوب۔

(51) ازواج میں آپ پر باریوں کی تقسیم کا واجب نہ ہونا۔

(52) جب آپ کسی باندی سے دخول کر لیں تو اس کی ماں اور بیٹی کا آپ پر حرام نہ ہوتا۔

(علامہ صاحب کے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے۔)

(53) بیک وقت چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح رکھنا۔

Scanned with CamScanner

(54) بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح۔

(55) ازواج کے سامنے **تخییر** پیش کرنے کا آپ پر وجوب۔

(56) تخییر کے بعد آپ پر دوسری عورتوں سے نکاح کا حرام ہونا۔

(57) آپ ہر ایک کے کفو تھے، خواہ عورت کسی قدر معزز ہو۔

(58) باندیوں کے ساتھ نکاح کا آپ پر حرام ہونا۔ اِلّا یہ کہ آپ ان کو آزاد کر کے نکاح فرمائیں۔

(59) آپ پر ذمیات کے ساتھ نکاح کا حرام ہونا۔

(60) اگر بہ فرضِ محال آپ کی کوئی زوجہ بدکاری کرے تو اس پر دگنا عذاب ہوتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پچیس جامع خصائص:-

(61) جب مسلمانوں کے پاس نفقہ نہ ہو تو آپ پر ان کی کفالت کا واجب ہونا۔

Scanned with CamScanner

(62) آپ پر تہجد، وتر اور مسواک کا واجب ہونا۔

(63) آپ پر زکوۃ اور نفلی صدقہ کا حرام ہونا۔

(64) ناجائز بات کو سن کر آپ پر واجب ہے کہ ان کا رد فرمائیں۔

(65) تمام لوگوں کو جتنے علوم کا مکلف فرمایا گیا ہے، آپ تنہا ان تمام علوم کے مکلف ہیں۔

(66) آپ ہر روز ستر بار استغفار فرماتے۔ (بلکہ سو بار۔)

(67) آپؐ اپنی خواہش پر کوئی بات نہ فرماتے۔

(68) آپ ٹیک لگا کر نہ کھاتے۔

(69) آپ کچا لہسن اور پیاز نہ کھاتے۔

(70) آپ گوہ نہیں کھاتے تھے۔

(71) آپ مقروض کی نماز جنازہ نہ پڑھاتے۔ (تا وقتیکہ کوئی قرض ادا کر دیتا۔)

(72) وصال کے روزوں کا وجوب۔

(73) حالت احرام میں آپؐ کے لیے نکاح کرنا جائز ہونا۔

(74) مکہ میں آپؐ کے لیے قتال کرنا جائز ہونا۔

Scanned with CamScanner

(75) آپ ﷺ کی وجہ سے مدینہ کو حرم بنا دیا گیا۔
(76) آپ ﷺ کو تنہا تمام کفار سے قتال کا مکلف فرمانا۔
(77) آپ ﷺ بغیر وضوء کے نماز پڑھتے
(78) بیٹھ کر نماز پڑھنے کا ثواب بھی آپ کے لیے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کے برابر ہونا۔
(79) آپ ﷺ کے بلانے پر نمازی کا دوران نماز آپ ﷺ کے پاس آنا، واجب ہونا۔
(80) آپ ﷺ کے متعلق قبر میں سوال ہونا۔
(81) آپ ﷺ نے کسی کو ترکہ کا وارث نہ بنایا اور آپ ﷺ کا مال صدقہ تھا۔
(82) حالت جنابت میں آپ ﷺ کے لیے مسجد میں دخول کا مباح ہونا۔
(83) اپنے حق میں فیصلہ دینا، آپ ﷺ کے لیے مباح ہونا۔
(84) آپ ﷺ کے لعب کا موجب شفا ہونا۔
(85) آپ ﷺ کے خون اور پیشاب کا طاہر ہونا اور صحابہ کا ان کو پینا، پیشاب پینے والی عورت کے لیے آپ ﷺ نے فرمایا!

تمہارے پیٹ میں کبھی درد نہیں ہوگا۔ اور خون پینے والے صحابی کے متعلق فرمایا: تم پر دوزخ حرام فرما دی گئی۔

(شرف المصطفیٰ ج ۴ ص ۲۲۷ - ۲۲۲ ملخصاً و موضحاً و مضیفاً دار البشائر الاسلامیہ مکہ مکرمہ، ۱۴۲۴ھ)

امام فخر الدین رازی المتوفی ۶۰۶ھ فرماتے ہیں:-

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام طاعات کا وصال تک حکم دیا کیونکہ طاعت یا بدنی ہوگی یا قلبی، بدنی طاعت میں دو چیزیں افضل ہیں، اس لیے کہ طاعت بدن نماز اور طاعت مال زکوٰۃ ہے۔ طاعت قلبی سے مراد یہ ہے کہ ہر عمل اللہ کی خاطر ہی ہو۔

پھر بھی یہ اشتکار کیا کہ طاعتِ قلبی، طاعت بدن کے بعد ہی حاصل ہوگی۔ لہذا ذکر میں طاعت بدن کو مقدم کر دیا۔

Scanned with CamScanner

لفظ رب انجام کے اعتبار سے آپ کے مقام عالی کی نشاندھی کر رہا ہے گویا فرمایا میں آپ کے وجود سے پہلے آپ کی تربیت کر رہا ہوں۔ تو آپ کی طاعات پر ہمیشگی کے بعد آپ کی تربیت میں کیسے ترک کر دوں گا؟

ابتداً انعامات کے اضافہ کی ضمانت دی پھر سورت کے آخر میں آپ کا دفاع اور دشمنوں کے قول کو باطل فرمایا۔ اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ افاضہ انعامات میں اول ہے اور دنیا و آخرت کی نعمتوں کی تکمیل کے لحاظ سے آخر ہے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتابیات :-

1. قرآن مجید
2. تفسیر روح البیان — شیخ اسماعیل حقی رحمہ اللہ المتوفی ۱۱۳۷ھ
   ترجمہ فیوض الرحمان — علامہ فیض احمد اویسی
   (مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور)
3. تفسیر کبیر — امام فخر الدین محمد بن عمر رازی المتوفی ۶۰۶ھ
   ترجمہ از — مفتی محمد خان قادری
   (کاروان اسلام پبلیکیشنز، لاہور)
4. تفسیر ابن کثیر — امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ علیہ
   ترجمہ از — پیر محمد کرم شاہ الازہری
   (ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور)
5. صحیح البخاری — امام عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری الشافعی المتوفی ۲۵۶ھ
6. صحیح مسلم — امام ابو الحسین مسلم بن حجاج القشیری الشافعی المتوفی ۲۶۱ھ
7. مسند احمد بن حنبل رحمہ اللہ — امام احمد بن حنبل المتوفی ۲۴۱ھ
   (فرید بک سٹال، لاہور)

Scanned with CamScanner

(8) مسند امام اعظم رض — امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت المتوفی ۱۵۰ھ

ترجمہ — پروفیسر مولانا دوست محمد شاکر

(فرید بک سٹال، لاہور)

المتوفی ۲۱۱ھ

(9) مصنف عبدالرزاق۔ — امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی یمنی

ترجمہ — شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

(مکتبہ زین العابدین، لاہور)

(10) جامع المعجزات فی سید خیر البریات علیہ ازکی التحیات۔

الشیخ محمد الواعظ الرہاوی رحمۃ اللہ علیہ۔

ترجمہ — عطاء المصطفیٰ جمیل

(فرید بک سٹال، لاہور)

(11) مولد العروس — محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ۔

ترجمہ — پروفیسر دوست محمد شاکر

(قادری کتب خانہ، سیالکوٹ)

(12) النعمۃ الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف — علامہ شہاب الدین احمد بن حجر مکی علیہ رحمۃ اللہ

ترجمہ:۔ پروفیسر میاں محمد طفیل سالک

(قادری کتب خانہ، سیالکوٹ)

Scanned with CamScanner

13۔ عقلِ بیدار — فنا فی ہو سلطان باہو قدس اللہ سرہ العزیز
(شبیر برادرز، لاہور)

۱۴۔ عین الفقر — فنا فی ہو سلطان باہو قدس اللہ سرہ العزیز
(شبیر برادرز، لاہور)

15۔ امیر الکونین — فنا فی ہو حضرت سلطان باہو۔ قدس اللہ سرہ العزیز
(شبیر برادرز، لاہور)

16۔ التبیان القرآن — علامہ غلام رسول سعیدی۔
(ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور)

Scanned with CamScanner